© rasailojaraid.com

گی جس کا اظہار عہد اکبری کے مشہور شاعر عرفی نے ان بلیغ لفظوں میں کیا تھا ؂

من از فریب امارت گدا شدم ورنہ
ہزار گنج بویرانۂ دل افتادہ است

پہلے مصرع میں بجائے "امارت" کے "ریاست" کا لفظ رکھدیجئے تو یہ شعر ہو بہو عربوں کی حالت زار
از جان بن جاتا ہے۔

فلسطین اور مصر کے علاوہ جزائر شرق الہند اور چین کو دیکھئے تو وہاں بھی یہی کشمکش جاری ہے
ایک جگہ آزادی اور اپنے حقوق کو حاصل کرنے کی جنگ لڑی جا رہی ہے اور دوسری طرف خانہ جنگی
کی آگ نے بھڑک کر سارے ملک کو پھر از سرِ نو اپنے شعلوں میں لپیٹ لیا ہے۔ غریبی اور بھوک کا اب تک وہی تسلط
ہے۔ سرمایہ دار کی جوع البقری کا بھوت اب بھی اسی طرح اپنا بھیانک اور ڈراؤنا منہ کھولے کھڑا ہے۔
رنگ اور نسل کا اختلاف اب بھی قوموں کے لئے منافرت باہمی کا سبب بنا ہوا ہے۔ آہ کاش! انسان غور
کرتا کہ اپنی عافیت اور امن کے لئے اس نے بار بار کتنے خوشنما اور دلفریب نقشے بنائے ہیں اور ہر مرتبہ اس نے
خود ہی ان نقشوں کو مٹایا ہے اور جان سکتا کہ امن کے آبِ حیات کا سرچشمہ سکندری صولت و شوکت
سے نہیں بلکہ صرف خضرِ حقیقت کی پیروی سے ہی دستیاب ہو سکتا ہے۔

پچھلے دنوں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے ساتھ سید پور وغیرہ بعض مقامات پر جو انتہائی نازیبا
اور ناشائستہ معاملہ کیا گیا ہے اس کی تفصیلات اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں، ان کو پڑھکر کوئی مسلمان تو کیا،
ایک شریف انسان بھی ایسا نہ ہوگا جو رنج و افسوس اور شرم و ندامت سے اپنی گردن جھکانے پر مجبور نہ ہو
مولانا کی سیاسی رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ لیکن ورع و تقویٰ، علم و عمل،
انکاری و ایثار پیشگی تو مولانا کی وہ روشن صفات ہیں جن سے ان کے بڑے سے بڑے شدید مخالف کو بھی
انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی وہ بے شبہ ہندوستان کے ... میں ایک نمایاں اور ممتاز مقام رکھتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بس۔ اس بنا پر جن لوگوں نے مولانا کی توہین اور ایذا رسانی کر کے اپنی وحشت و بربریت کا ثبوت دیا
کوئی شک نہیں کہ انھوں نے اپنے اس فعل سے پوری قوم کو رسوا اور ذلیل کرنے کی کوشش کی۔
ہر جماعت اور ہر شخص کو اپنی رائے آزادی کے ساتھ ظاہر کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن لاٹھیوں
حملہ کرنا، اور ٹوپی سر سے اتار کر اسے جلا ڈالنا تو ایک ایسی کمینہ حرکت ہے جو کسی ایک معمولی درجہ کے
انسان کے حق میں بھی روا نہیں رکھی جا سکتی۔ چہ جائیکہ ایک عالمِ جلیل القدر اور وارثِ علوم
کے لئے "اگر اخلاقی حس کی آخری رمق بھی ہندوستان کے تیرہ نصیب مسلمانوں سے سلب
کر لی گئی ہے تو انھیں سوچنا چاہئے کہ جس قوم کو حالتِ غیظ و غضب میں بھی بدگوئی اور زشت کلا
سے منع کیا گیا ہے۔ اگر وہ اپنے کسی سربرآوردہ رہنما کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتی ہے تو اس کا
مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے دین اور شرافتِ انسانی سے بیزاری کا ہی اعلان نہیں کرتی۔ بلکہ دو
قوموں کو اپنے اوپر ہنسنے کی دعوت بھی دیتی ہے۔ اور جب کوئی قوم اخلاقی اعتبار سے اس درجہ
پست سطح پر اتر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ وہ عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس کے فوز و فلا
کی اب کوئی صورت باقی نہیں رہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ دوسری قوموں کے بڑے آدمیوں کا بھی اعزاز و اکرام
پھر مسلمانوں کے لئے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنی ہی قوم کے کسی بزرگ کے حق میں
وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو، سب و شتم کریں اور اس کی توہین و اذیت رسانی کے درپے ہوں
مسلمانوں نے موجودہ بحرانی دور میں اگر اس ارشادِ نبوی کا پاس اور لحاظ رکھا تو وہ دوسروں کے لئے
اخلاق کا ایک اچھا نمونہ بن سکتے اور بہت سے آفات و مصائب سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com